دنیا بھر کے قلمکار، شعرائے کرام اور ادیبوں کا ترجمان

اہلِ قلم نیوز

چیف ایڈیٹر: شہزاد ارمان قادری

ایڈیٹر: اِرم بتول قادری

PAKCELONA

Ahleqalam dotcom اہلِ قلم

شہرِ کوردبا (قرطبہ) کو شہرِ اقبال کہیں!!!

قرطبہ عالمی اردو کانفرنس میں چیئرمین شریف اکیڈمی شفیق مراد کی تجویز پسند کی گئی

پہلی سہ روزہ عالمی قرطبہ اردو کانفرنس 2010ء کی
کامل روداد مع تصاویر سات اقساط میں پیش کی جائے گی

چھٹی قسط

(تحقیقی اور تجلیلی گفتگو: ڈاکٹر سیّد تقی عابدی)

۳ جولائی ۲۰۱۰ء کی عالمی اردو کانفرنس میں جرمنی میں مقیم شاعر و ادیب چیئرمین شریف اکیڈمی شفیق مراد نے تجویز پیش کی کہ شہر کوردبا (قرطبہ) کو شہر اقبال کہا جائے، جس کی تائید فوراً شہزاد ارمان سرپرست اہل قلم ڈاٹ کام اور راجہ شفیق کیانی ڈائریکٹر پاک سلونا ریڈیو نے کی اور پھر تمام حاضرین نے اس تجویز کی حمایت کی، کہتے ہیں بڑے شخص کی چھوٹی بات بھی بڑی ہوتی ہے، علامہ اقبال جیسی عظیم نابغہ روزگار شخصیت کی عظیم گفتار جو شہر قرطبہ اور خصوصی طور پر مسجد قرطبہ کے دیکھنے کے بعد جو مستند حوالوں میں ملتی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس شہر نے ان کے دل کو جیت لیا تھا۔ اقبال شیخ محمد اکرام کو ایک خط محرر ۲۷ مارچ ۱۹۳۳ء میں لکھتے ہیں "میں اپنی سیاحت اندلس سے بے حد لذت گیر ہوا، وہاں دوسری نظموں کے علاوہ ایک نظم مسجدہ قرطبہ پر لکھی جو کسی وقت شائع ہوگی۔۔ مسجد کی زیارت نے مجھے جذبات کی ایسی رفعت تک پہنچا دیا جو مجھے پہلے کبھی نصیب نہ ہوئی تھی" علامہ اقبال نے بمبئی میں "خلافت" کے نامہ نگار کو ہسپانیہ کے سفر کے متعلق انٹرویو میں کہا "میں اپنے تاثرات کا اظہار الفاظ میں نہیں کرسکتا، بس یوں سمجھ لیجئے کہ جس طرح یہودیوں کے لئے ارض موعودہ "فلسطین" ہے اسی طرح عربوں کیلئے غالباً اسپین کی سرزمین موعودہ ہے"۔ غلام رسول مہر لکھتے ہیں "اقبال بار بار مسجد قرطبہ کا ذکر فرماتے رہتے یوں معلوم ہوتا تھا گویا مسجد قرطبہ ہمیشہ کے لئے ان کے دل میں رچ بس گئی ہے"۔ علامہ اقبال غلام رسول مہر کو لکھتے ہیں "مرنے سے پہلے قرطبہ ضرور دیکھو۔ جسٹس جاوید اقبال زندہ رود لکھتے ہیں "علامہ اقبال نے ایک تصویری کارڈ قرطبہ سے ارسال کیا اور لکھا "میں خدا کا شکر گزار ہوں کہ اس مسجد کو دیکھنے کے لئے زندہ رہا۔ یہ مسجد تمام دنیا کی مساجد سے بہتر ہے، خدا کرے کہ تم جوان ہوکر اس عمارت کے انوار سے اپنی آنکھیں روشن کرو" جسٹس جاوید اقبال لکھتے ہیں اقبال کی یہ دعا بیالیس سال کے بعد پوری ہوئی جب وہ اگست ۱۹۷۵ء میں سیاحت ہسپانیہ کے دوران قرطبہ پہنچے اور نہ صرف مسجد قرطبہ کی زیارت کی بلکہ محراب کے سامنے اس مقام کو بھی تعضیماً چھوا جہاں کھڑے ہوکر اقبال نے نماز ادا کی تھی"۔ یقیناً جسٹس جاوید اقبال خوش بخت ہیں جنہیں اس مقام تک جانے کی سعادت حاصل ہوئی جس محراب کے نیچے اقبال نے نوافل ادا کئے تھے۔ ۳ جولائی ۲۰۱۰ء کو جب اہل قلم کا قافلہ مسجد قرطبہ پہنچا تو ہم نے دیکھا اب اس محراب جس کی لوح پر قرآنی آیات کوفی میں تزئین ہیں کوئی پہنچ نہیں سکتا کیونکہ محراب سے تین گز کے فاصلے پر ایک آہنی جالی سے اس حصہ کو رفت و آمد کے لئے بند کر دیا گیا ہے جب کہ پوری مسجد میں کسی اور مقام پر ایسی کوئی رکاوٹ نہیں رکھی گئی۔ میرے سوال پر پاک سلونا کے ڈائریکٹر راجہ کیانی جو ۳۵ سال سے اسپین میں مقیم ہیں بتایا کہ یہ غیر انسانی متعصبانہ اقدام دس بارہ سال پہلے کیا گیا ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ کسی شہر کو کسی کے نام سے موسوم ہونے کیلئے اس شخص کی پیدائش یا سکونت کی ضرورت نہیں کبھی شہر حکمرانوں کے سکوں کے زور پر اور کہیں فقیروں کے قلندرانہ رویہ پر ان کے نام پر آباد ہو جاتے ہیں۔ علامہ اقبال کے ہسپانیہ سفر کی روداد کے مطالعہ سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ اقبال کو قرطبہ سے دلی لگاؤ اور عشق تھا۔ شاید اسی لئے قرطبہ کی نظم میں مسجد قرطبہ کو مخاطب کرکے فرمایا۔ "اے حرم قرطبہ، عشق سے تیرا وجود

چنانچہ اسی عشق کے رشتے کو عبد اور معبود سے باندھنے کیلئے اقبال نے مسجد قرطبہ میں ناظم آثار قدیمہ میں جا کر خاص اجازت حاصل کی تاکہ اس مسجد میں صدیوں بعد نماز ادا کی جاسکے۔ فقیر سید وحید الدین لکھتے ہیں "اقبال نے تقریباً ۷۰۰ بعد مسجد قرطبہ میں اذان دی اور نماز پڑھی"۔

ابو اللیث صدیقی "ملفوظات اقبال" میں عبدالرشید طارق کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اقبال نے اندلس کی تاریخی عمارات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا "مسجد قرطبہ جس کی فضاء صدیوں سے بے اذان پڑی ہے حکام کی اجازت لے کر نماز ادا کی۔ سجدے میں گر کر خدا کے حضور گڑگڑایا کہ اللہ یہ وہ سرزمین ہے جہاں مسلمانوں نے سینکڑوں برس حکومت کی، یونیورسٹیاں قائم کی اور یورپ کو علم و فضل سکھایا جن کے دبدبے سے شیروں کے دل دہلتے تھے اور جن کے احسان کے نیچے آج تمام فرنگستان دبا ہوا ہے۔ آج میں اسی قوم کا ایک فرد انہی کی تعمیر کردہ مسجد میں اغیار کی اجازت لے کر نماز پڑھ رہا ہوں"۔

علامہ اقبال خوش نصیب تھے جنہیں اذان اور نماز پڑھنے کی اجازت مل گئی۔ آج کل دروازے پر دربان پوچھتے ہیں کہ کیا آپ مسلمان ہیں، یہ گرجا ہے مسجد نہیں اس میں مسلمانوں کو عبادت کی اجازت نہیں، چنانچہ اہل قلم کے قافلہ نے اپنے اپنے طریقہ پر نماز عشق ادا کی۔

سچ تو یہ ہے کہ مسجد قرطبہ اینٹ اور پتھر سے لکھی گئی قرطاس اندلس پر ایک پوری تاریخ ہے جس کے کچھ باقی ماندہ نقش و نگار میں صدیوں کے تمدن اور اسلامی تہذیت کی داستان اپنی بے زبانی کی گفتگو کر رہی ہے، عبدالرحمان اول نے ۷۸۵ عیسوی میں قرطبہ کو پایہ تخت بنانے کے بعد ۳۰ برس شبانہ روز کاوشوں سے یہ عظیم ترین شاہکار تعمیر کروایا تھا جہاں شہر کی پیشرفت، علمی ادبی، صنعتی، ثقافتی اور مذہبی اقدار کے ساتھ ساتھ انسانی اخلاق کی نشو و نما بھی اس سرزمین کو رشک جنت بنا رہی تھی، انسان تقویٰ کی منزلوں پر گامزن تھا جیسا کہ اقبال نے مسجد قرطبہ میں اشارہ کیا ہے۔

تجھ سے ہو آشکار بندۂ مومن کا راز
اس کا مقام بلند اس کا خیال عظیم
اس کا سرور اس کا شوق اس کا نیاز اس کا ناز
نرم دل گفتگو گرم دم جستجو
ازم ہو یا بزم ہو پاک دل و پاک باز

علامہ اقبال کی گفتگو سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں مسجد کو اصلی حالت میں لانے کی مہم بھی ہوئی تھی، اقبال کہتے ہیں "عیسائیوں نے قرطبہ اس مسجد میں جا بجا چھوٹے چھوٹے گرجے بنا دیئے تھے جنہیں اب صاف کرکے مسجد کو اصلی حالت میں لانے کی تجویزیں کی جا رہی ہیں"۔

اگرچہ مسجد قرطبہ یونیسکو کے تحت تحفظ آثار قدیمہ میں شمار کی جاتی ہے لیکن آئے دن اس میں ایسی تبدیلیاں ہو رہی ہیں کہ کچھ برسوں میں اگر اس طرف توجہ نہ کی جائے تو شائد مسجد کا کوئی نشان بھی باقی نہ رہ سکے۔ صرف ایک باقی محراب کو لوح اور چہرہ کو دیکھ کر ہر شخص یہ اندازہ لگا سکتا ہے کہ ۱۲۰۰ سال قدیم شاہکار اگر اپنی اصلی حالت میں باقی رکھا جاتا تو تاج محلوں سے زیادہ خوبصورت شاہکار ہوتا، افسوس تعصب بشریٰ نے کیسے کیسے انمول نقوش مٹا دیئے۔ آج بھی اگر حکومت اسپین توجہ کرے تو اس شہر اقبال میں جوق در جوق سیاحوں کو یہ آثار کی زیارت کے لئے راستہ ہموار کرکے اپنی ملکی اقتصادی حالت کو بہتر بنا سکتی ہے۔

اگرچہ اقبال صرف ۳ ہفتے کے لئے اسپین میں قیام پذیر ہوئے یعنی ۲ جنوری ۱۹۳۳ء کو پیر سے میڈرڈ پہنچے اور ۲۶ جنوری کو میڈرڈ یونیورسٹی میں لیکچر دے کر پیرس واپس ہوئے لیکن انہی چند دنوں میں اقبال نے قرطبہ، غرناطہ، اشبیلہ اور طلیطلہ کی سیر کی۔ پروفیسر حمید احمد خان اقبال کی گفتگو کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں "اقبال نے فرمایا اندلس کی عمارتوں میں مجھے ایک خاص فرق نظر آیا۔ قصر زہرا جو قرطبہ شہر سے چند میل کے فاصلے پر اب کھنڈر کی شکل میں جسے عبدالرحمان اول نے اپنی چہیتی بیوی کے لئے بنوایا تھا، وہ دیویوں کا کارنامہ معلوم ہوتا ہے۔ مسجد قرطبہ مہذب دیویوں کا اور الحمرا محض انسانوں کا۔۔۔ میں الحمرا کے ایوانوں میں جا بجا گھومتا پھرا مگر جدھر نظر اٹھتی تھی دیوار پر "ہوالغالب" لکھا ہوا نظر آتا تھا۔

اہل قلم کے قافلہ نے دیکھا آج بھی آیات فتح، شکست خوردہ قلعوں کی دیواروں پر فتح کا اعلان کر رہی ہیں۔ کوئی سوائے اللہ کے غالب نہیں در و دیوار سے آوازیں بلند ہیں۔ عبرت ناک تاریخ کے اوراق اینٹ اور پتھر میں لپٹے ہوئے آج بھی داستان غم سنانے کیلئے بے تاب ہیں۔

اقبال کے شہر عشق کوردبا (قرطبہ) کو شہر اقبال کہہ کر عشق کے متوالوں کا دل خوش ہوسکتا ہے ایسا کرنے سے کوئی تاریخی، ثقافتی یا سیاسی تبدیلی نہیں ہوتی صرف عاشقوں کے خون جگر سے عشق کی داستان کی سرخی لکھی جائے گی جسے نہ کوئی روک سکتا ہے اور نہ کوئی ٹوک سکتا ہے کیونکہ یہ شعلۂ عشق ہے اور بقول امام عاشقان حضرت غالب دہلوی۔

عشق پر زور نہیں ہے یہ وہ آتش غالبؔ
جو لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بجھے

ہم نے تو صرف ایک مسجد کا ذکر کیا۔ تاریخیں گواہ ہیں سرزمین اندلس میں سولہ سو سے زیادہ مساجد تھیں، انگلینڈ مانچسٹر کے سرجن ڈاکٹر شیخ ابراہیم جو اہل قلم قافلہ میں مفید معلومات فراہم کر رہے تھے اور جنہوں نے عمدہ ریسرچ کام اندلس کے عربی شعراء اور طبیبوں پر کیا ہے، کہہ رہے تھے کہ اگر مسجد کے محراب کے قریب علامہ اقبال کی آفاقی نظم "مسجد قرطبہ" کو ہسپانوی زبان میں ترجمہ کے ساتھ نصب کرنے کی تجویز پیش کی جائے تو سیاحوں کو نقش کہن کے سنہری دور کی سیر بھی ہوسکتی ہے۔

ہماری آرزو یہی ہے کہ اس مسجد میں جو رکاوٹیں نصب کی گئی ہیں اور جو غیر اخلاقی پابندیاں لگائی گئی ہیں نکال دی جائیں تاکہ "حسن یوسف" بازار مصر میں پیش ہوسکے۔ اگر اہل قلم ڈاٹ کام، شریف اکیڈمی اور پاک سلونا ریڈیو کے سرپرست یورپ اور برصغیر اور بخصوص پاکستان کے موقر ادارہ اقبال اکیڈمی کے تعاون سے اس مسئلہ کو سلجھانے کی کوششیں کریں تو "شہر اقبال" میں اقبال کی آرزو کو پوری ہونے میں دیر نہ ہوگی۔

بقول اقبال

مومناں را گفت آں سلطانِ دیں
مسجد من ایں ہمہ روئے زمیں

(حضورؐ نے مومنوں سے کہا یہ پوری زمین میری مسجد ہے)

ہر ملک ملکِ ماست کو ملکِ خدائے ماست
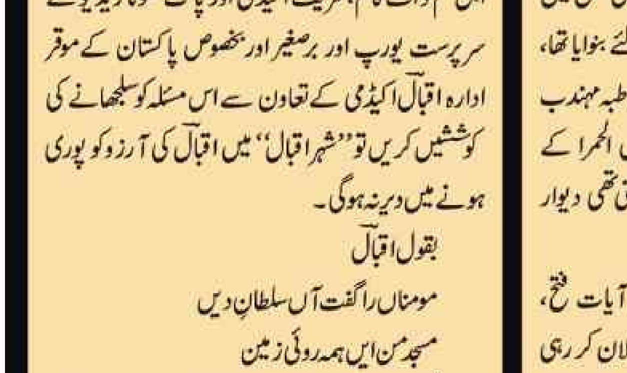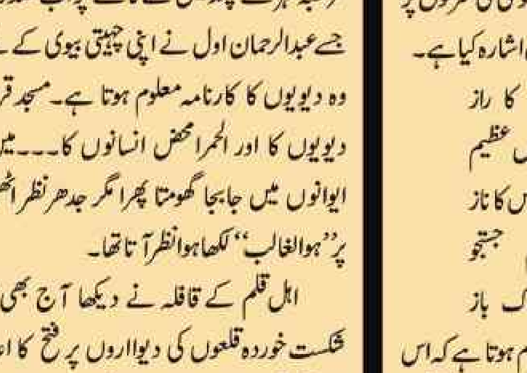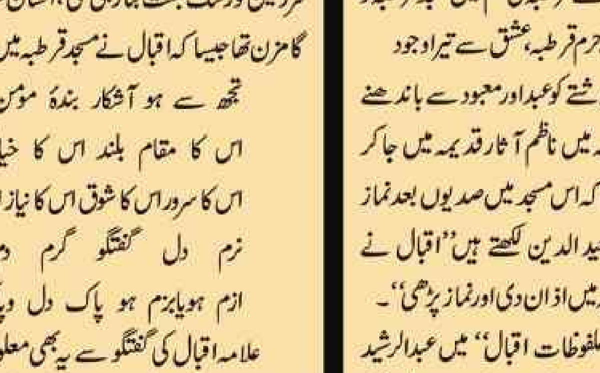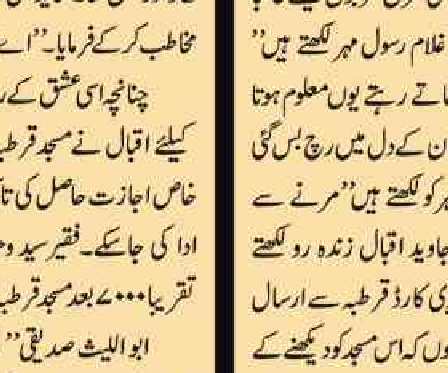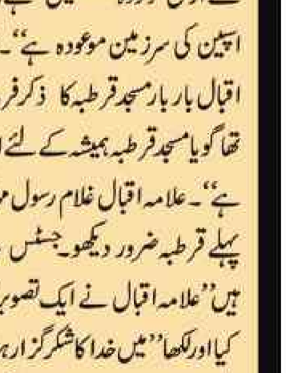
(ہر ملک ہمارا ملک ہے کیونکہ ہمارے خدا کی ملک ہے)